اہل کتاب کو اُن کے تہواروں پر مبارکباد دینا
مذاہب اربعہ کے نزدیک حرام ہے

شیخ عبداللہ الحسینی الازہری

الحمد لله رب العالمين۔ والصلوٰة والسلام علىٰ أشرف الخلق أجمعين نبينا محمد وعلىٰ آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين، وبعد:

یہ مسئلہ جس پر پچھلے چند ہفتوں سے ہمارے بحرین کے اخبارات و جرائد نے ایک بحث چھیڑ رکھی ہے دراصل شرعی مسائل کے زمرے میں آتا ہے۔ فاضل مشائخ نے اِس پر اپنی آراء ظاہر فرمائی ہیں مگر ہم چاہتے تھے کہ اہل کتاب کے تہواروں پر ان کو مبارک اور تہنیت پیش کرنے کے جواز پر یہ حضرات ہمیں شریعت سے دلائل دیتے اور ہمارے اسلامی فقہی ورثہ سے اس پر کچھ مستند شواہد پیش کرتے!

اِس مسئلہ پر گفتگو کے لیے ہمیں کئی ایک امور پر روشنی ڈالنا ہوگی:

اولاً- تہنیت (مبارکباد) کا مفہوم:

اہل لغت کا اتفاق ہے کہ ''تہنیت'' ضد ہے ''تعزیت'' کی۔ علامہ بجیرمی فرماتے ہیں: التَّهْنِئَةُ ضِدَّ التَّعْزِيَةَ فَهِيَ الدُّعَاءُ بَعْدَ السُّرُوْرِ، وَالتَّعْزِيَةُ حَمْلُ الْمُصَابِ عَلَى الصَّبْرِ بِوَعْدِ الأَجْرِ وَالدُّعَاءِ لَه ''تہنیت ضد ہے تعزیت کی، یعنی یہ خوشی کے موقع پر دی جانے والی ایک دعاء ہوتی ہے''[1]۔ جبکہ تعزیت کا مطلب ہے کسی آفت زدہ شخص کو صبر کی تلقین کرنا اُس کو اجر کی یاد دہانی کرانے اور اس کے لیے دعا کرنے کی صورت میں''۔

---

(۱) آپ کا کسی کو یہ کہنا کہ ''مبارک ہو'' دراصل دعائیہ کلمات ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ''خدا کرے اس میں برکت آئے''۔ پس یہ (مبارکباد) درحقیقت برکت کی دعا ہوتی ہے۔

مالکی فقیہ ابن الحاج کہتے ہیں: معمول یہ ہے کہ تہنیت اور مبارکباد وغیرہ لوگوں کے ہاں اس وقت پائی جاتی ہے جب ان کے مابین ایک خاص درجہ کی مودت، میل جول اور بھائی چارہ پایا جائے، برخلاف سلام آداب کے جو کہ سب کے لیے مشروع ہے، یعنی یہ (سلام آداب) اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جسے ہم جانتے ہوں اور اس شخص کو بھی جسے ہم نہ جانتے ہوں۔

ثانیاً- کیا یہ مسئلہ آج پیدا ہوا ہے؟[۲]

شاید ہمارا گمان ہو کہ یہ ایک 'عصری' مسئلہ ہے، یعنی یہ اُن مسائل میں سے ہے جو آج جا کر پیدا ہوئے ہیں لہٰذا یہ مسائل ہمیں اپنے پرانے اسلامی فقہی ورثے میں تو کہیں ملیں گے ہی نہیں!

لیکن اگر آپ اپنے فقہی مراجع کی تھوڑی سی ورق گردانی کریں تو آپ کا یہ گمان غلط نکلتا ہے۔ اس کے برعکس؛ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ متقدمین اہل علم نے اس مسئلہ پر پوری تفصیل کے ساتھ کلام کیا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ ان سب فقہاء کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

بنابریں؛ یہ ہرگز ضروری نہیں رہ جاتا کہ اِس مسئلہ پر امت کے لیے ہم آج یکلخت نئے فتاویٰ صادر کریں، جبکہ ہمارے علمائے متقدمین نے ایک اعلیٰ علمی پائے کا

---

(۲) یہاں جو ساری بحث ہے وہ کفار کے تہواروں پر مبارکباد دینے سے متعلق ہے۔ رہ گئی انفرادی امور میں مبارکباد، مثلاً کاروبار، ملازمت، بچے کی پیدائش وغیرہ ایسے مواقع پر تہنیتی کلمات کہنا، یا کسی غمی کے موقع پر تعزیتی کلمات کہنا تو یہ بلاشبہ فقہاء کے ہاں محل اختلاف ہے اور راجح رائے یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔ کچھ لوگ چالاکی سے فقہاء کی ایسی عبارتیں نکالتے ہیں جس میں مبارکباد دینے کے جواز کا ذکر آتا ہے (اور جو کہ فقہاء نے عام خوشی غمی کے حوالے سے بیان کیا ہوتا ہے) مگر یہ اس کو کفار کے تہواروں پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ کفار کے تہواروں پر تہنیت کی حرمت پر فقہاء نے صریح کلام کر رکھا ہے۔

حامل ہوتے ہوئے اور نہایت عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے اِس موضوع پر جو مقررات ہمیں پہلے سے دے رکھے ہیں وہ ہمارے نزدیک کالعدم ٹھہریں۔

ثالثاً- اِس مسئلہ میں اہل علم کا مذہب

اختصار کے ساتھ میں اِس مسئلہ میں مذاہب اربعہ کے اہل علم کے اہم اہم اقوال آپ کے سامنے رکھوں گا:

ا- ساداتِ حنفیہ کا مذہب

قال أبو حفص الکبیر رحمه اللـه: لو أن رجلاً عَبَدَ اللّٰهَ تعالیٰ خمسین سنةً ثم جاء النیروز وأهدی إِلی بعض المشرکین بیضة یرید تعظیم ذلك الیوم فقد کفر وحبط عمله.

ابو حفص الکبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی آدمی نے پچاس سال تک اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت گزاری کی ہو، البتہ وہ نوروز کے تہوار پر کسی مشرک کو صرف ایک انڈہ پیش کر آئے، جس سے اس کا مقصد اس دن کی تعظیم کرنا ہو؛ تو ایسا آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اس کا سارا عمل برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

وقال صاحب الجامع الأصغر: إِذا أهدی یوم النیروز إِلی مسلم آخر ولم یرد به تعظیم الیوم ولکن علی ما اعتاده بعض الناس لا یکفر ولکن ینبغی له أن لا یفعل ذلك فی ذلك الیوم خاصة ویفعله قبله أو بعده لکی لا یکون تشبیهاً بأولئك القوم، وقد قال ﷺ: "**من تشبه بقوم فهو منهم**"

صاحب الجامع الاصغر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نوروز کے دن اگر وہ کسی دوسرے مسلمان کو تحفہ تحائف دے، جبکہ اس سے اس کا مقصد اس دن کی تعظیم کرنا نہ ہو بلکہ رواج کے طور پر ہو تو اس سے وہ کافر تو نہیں ہوتا البتہ اس پر لازم یہی ہے کہ خاص اس روز وہ یہ کام نہ کرے؛ اس سے پہلے کر لے یا اس کے بعد کر لے تا کہ اُس قوم کی مشابہت میں نہ آئے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''**جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اُنہی میں سے ہو جاتا ہے**''۔

وقال فی الجامع الأصغر: رجل اشتری یوم النیروز شیئاً یشتریه الکفرة منه وهو لم یکن یشتریه قبل ذلك إن أراد به تعظیم ذلك الیوم کما تعظمه المشرکون کفر، وإن أراد الأکل والشرب والتنعم لا یکفر۔ أھ

فرمایا الجامع الاصغر میں: ایک آدمی نوروز کے دن کوئی ایسی چیز خرید کر لاتا ہے جس کو کافر خریدنے جاتے ہیں، جبکہ اس سے پہلے وہ اس کو خریدنے والا نہ تھا، اس سے اگر اس کا مقصد اُس دن کی تعظیم کرنا ہو جس طرح کہ مشرکین اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو یہ شخص کافر ہوگیا۔ البتہ اگر اس کا مقصد محض کھانا پینا اور نعمت کا حظ اٹھانا ہو تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

دیکھئے: البحر الرائق شرح کنز الدقائق للعلامة ابن نجیم ج ۸ ص ۵۵۵

۲- ساداتِ مالکیہ کا مذہب:

(فصل) فی ذکر بعض مواسم أهل الکتاب۔ فهذا بعض الکلام علی المواسم التی ینسبونها إلی الشرع ولیست منه۔ وبقي الکلام علی المواسم التی اعتادها أکثرهم وهم یعلمون أنها مواسم مختصة بأهل الکتاب فتشبه بعض أهل الوقت بهم فیها وشارکوهم فی تعظیمها یا لیت ذلك لو کان فی العامة خصوصاً ولکنك تری بعض من ینتسب إلی العلم یفعل ذلك فی بیته ویعینهم علیه ویعجبه منهم ویدخل السرور علی من عنده فی

(فصل) اہل کتاب کے بعض تہواروں کا بیان۔

یہ کچھ کلام ہوا اُن تہواروں پر جنہیں وہ شرع کی طرف منسوب کرتے ہیں جبکہ وہ شرع سے نہیں۔

البتہ اُن تہواروں پر کلام کرنا ابھی باقی ہے جن کو (ہماری) اکثریت نے معمول بنالیا ہے یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ یہ خاص اہل کتاب کے تہوار ہیں۔ یوں ہمارے زمانے کا ایک طبقہ اُن کی مشابہت کرنے لگا ہے اور ان دنوں کی تعظیم میں اُن کے ساتھ شمولیت کرنے لگا ہے۔ کاش صرف اتنا ہوتا کہ عوام ہی اس میں گرفتار ہوتے۔ مگر تم دیکھتے ہو علم سے منسوب بعض لوگ بھی اپنے گھروں میں یہ کام کرنے لگے ہیں اور اُن کے مددگار ہونے اور ان (کے اس معمول کو) پسند کرنے لگے ہیں۔ یہ (ان مواقع پر) گھر میں سب

البيت من كبير وصغير بتوسعة النفقة والكسوة على زعمه بل زاد بعضهم أنهم يهادون بعض أهل الكتاب فى مواسمهم ويرسلون إليهم ما يحتاجونه لمواسمهم فيستعينون بذلك على زيادة كفرهم ويرسل بعضهم الخرفان وبعضهم البطيخ الأخضر وبعضهم البلح وغير ذلك مما يكون فى وقتهم وقد يجمع ذلك أكثرهم، وهذا كله مخالف للشرع الشريف ومن العتبية۔

چھوٹوں بڑوں کو آسودگی اور راحت پہنچاتے ہیں یعنی اُس دن گھر میں کھانا پینا اور پہناوا اپنے تئیں اچھا کر لیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اس سے بھی بڑھ کر اہل کتاب کو تحفہ تحائف دینے لگے اور ان تہواروں پر ان کو ایسی اشیاء ارسال کرنا شروع کر دیں جن سے (شہ پا کر) وہ اپنے اس کفر میں اور بھی بڑھیں۔ چنانچہ بعض لوگ اِن تہواروں پر اُن کو باقاعدہ دنبے بھیجتے ہیں، بعض تربوز کا ہدیہ کرتے ہیں اور بعض کھجوروں کا یا جو چیز اُس موسم میں پائی جاتی ہو۔ اکثریت تو اب یہ سبھی کام کر لینے لگی ہے۔ یہ سب کام شرع شریف کے خلاف ہیں اور قابل مذمت۔

قال أشهب: قيل لمالك: أترى بأسا أن يهدى الرجل لجاره النصرانى مكافأة له على هدية أهداها إليه؟ قال ما يعجبنى ذلك قال الله عزوجل: " **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ** "۔ (الممتحنة: ١١)

اشہب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام مالک سے پوچھا گیا: کیا آپ اس میں کوئی حرج پاتے ہیں کہ آدمی اپنے عیسائی ہمسائے کو تحفہ دے جس سے مقصد یہ ہو کہ اُس کے کسی تحفہ کا حساب برابر کر دیا جائے جو وہ اس سے پہلے کبھی اس کو دے کر گیا ہو؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں اس کو پسند نہیں کرتا؛ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''**اے ایمان والو! مت بناؤ دوست میرے دشمن کو اور خود اپنے دشمن کو، کہ پیش کش کرو تم ان کو مودت وقرب خواہی کی**''

قال ابن رشد رحمه الله تعالى: قوله مكافأة له على هدية أهداها إليه إذ لا ينبغى له أن

ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اوپر جو بات ہوئی کہ ''مقصد اُس کے کسی تحفہ کا حساب برابر کرنا ہو جو وہ اس سے پہلے کبھی اس کو دے کر گیا ہو'' (امام مالک کا اس کے جواب میں ''نہیں'' کہنا) اس لیے کہ اس کے لیے یہی جائز نہیں

يقبل منه هدية؛ لأن المقصود من الهدايا التودد لقول النبى ﷺ: "**تهادوا تحابوا وتذهب الشحناء**"، فإن أخطأ وقَبِلَ منه هديته وفاتت عنده فالأحسن أن يكافئه عليها حتى لا يكون له عليه فضل فى معروف صنعه معهم۔

وسئل مالك رحمه الله عن مؤاكلة النصرانى فى إناء واحد۔ قال: تركُه أحب إلي ولا يصادق نصرانياً۔ قال ابنُ رشد رحمه الله: الوجه فى كراهة مصادقة النصرانى بيّنٌ؛ لأن الله عزوجل يقول: "**لَا تَجِدُ قَوۡماً يُؤۡمِنُونَ بِاللَّهِ وَالۡيَوۡمِ الۡآخِرِ يُوَادُّونَ مَنۡ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ**" (الممتحنة: ٢٢)

فواجب علي كل مسلم أن يبغض فى الله من يكفر به ويجعل معه إلٰهاً غيره ويكذب رسوله ﷺ، ومؤاكلته فى إناءٍ واحد تقتضى الألفة بينهما والمودة فهى تكره من هٰذا الوجه وإن علمت طهارة يده۔

کہ وہ اس سے تحفہ قبول کرے؛ کیونکہ تحفہ تحائف سے مقصد مودت کو بڑھانا ہوتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''**تحفے دیا لیا کرو؛ تمہاری باہمی محبت میں اضافہ ہونے لگے گا اور آپس کی کدورت جاتی رہے گی**''۔ تاہم اگر وہ اُس سے تحفہ قبول کرنے کی غلطی کر چکا ہے اور وہ تحفہ اس کے ہاں باقی بھی نہیں رہا ہے تو پھر بہتر یہ ہے کہ وہ اسکا حساب برابر کردے تاکہ اُسکا کوئی فضل اور احسان باقی نہ رہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا: کیا عیسائی کے ساتھ ایک برتن میں کھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ایسا نہ کرنا میرے نزدیک بہتر ہے؛ عیسائی سے دوستی ہی مت رکھے۔

ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عیسائی سے دوستی کی کراہت نہایت بیّن ہے اِس لیے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''**تم نہ پاؤ گے ایسے لوگوں کو جن کا ایمان ہو اللہ اور یوم آخرت پر اور وہ محبت رکھیں ان لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف محاذ آرا ہوں**''

پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی خاطر بغض کرے ایسے شخص سے جو اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہو اور اُس کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ ٹھہراتا اور اُس کے رسول ﷺ کی تکذیب کرتا ہو۔ جبکہ اُس کے ساتھ ایک برتن میں کھانا دونوں کے مابین الفت اور مودت کا متقاضی ہوگا؛ لہٰذا یہ اس پہلو سے ناپسندیدہ ہے، اگرچہ ہمیں معلوم بھی ہو کہ اس (کافر) کا ہاتھ ناپاک نہیں ہے۔

ومن مختصر الواضحة: سئل ابن القاسم عن الركوب فی السفن التی یرکب فیها النصاریٰ لأعیادهم۔ فكَرِهَ ذٰلك مخافة نزول السخط علیهم لکفرهم الذی اجتمعوا له۔

قال: وکره ابن القاسم للمسلم أن یهدی إلی النصرانی فی عیده مکافأة له۔ ورآه من تعظیم عیده وعوناً له علی مصلحة کفره۔ ألا تری أنه لا یحل للمسلمین أن یبیعوا للنصاریٰ شیئاً من مصلحة عیدهم لا لحماً ولا إداماً ولا ثوباً ولا یعارون دابةً ولا یعانون علی شیء من دینهم لأن ذٰلك من التعظیم لشرکهم وعونهم علیٰ کفرهم وینبغی للسلاطین أن ینهوا المسلمین عن ذلك، وهو قول مالك وغیره، لم أعلم أحداً اختلف فی ذٰلك۔ انتهیٰ

ویمنع التشبه بهم کما تقدم لما ورد فی الحدیث "**من تشبه بقوم فهو منهم**" ومعنیٰ ذٰلك تنفیر المسلمین عن موافقة الکفار فی کل ما

مختصر الواضحہ میں آتا ہے: ابن القاسم (تلمیذِ امام مالک) سے پوچھا گیا: ایسے بحری جہازوں میں سوار ہونا کیسا ہے جن میں عیسائی اپنے تہواروں پر روانہ ہوتے ہوں؟ جواب میں، آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا؛ کہ کیا بعید ان پر قہر نازل ہو اس کفر کے باعث جس کے لیے وہ جمع ہوئے ہیں۔

نیز کہا کہ: ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان کے لیے ناپسند ٹھہرایا ہے کہ وہ ایک نصرانی کو اُس کی عید کے دن تحفہ دے اُس کے کسی تحفہ کا حساب برابر کرنے کے لیے۔ ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نصرانیوں کی عید کی تعظیم باور کیا اور اس کے کفر پر اُس کو اعانت دینے میں شمار کیا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مسلمانوں کے لیے تو یہ جائز نہیں کہ وہ نصاریٰ کو اُن کی عید کی مناسبت سے کوئی بھی چیز فروخت کریں، نہ گوشت، نہ سالن، نہ کپڑا۔ اور نہ سواری کا جانور اُن کو عاریہ کیا جائے گا۔ غرض اُن کے دین کے معاملہ میں اُن کی کوئی معاونت نہ ہوگی؛ کیونکہ یہ اُن کے شرک کی تعظیم میں آجاتا ہے اور اُن کے کفر پر اُن کو مدد دینا شمار ہوتا ہے۔ مسلمان سلاطین پر فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو اِس سے روکیں۔ امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اور دیگر فقہاء کا بھی۔ میرے علم میں کوئی ایک بھی فقیہ نہیں جس نے اِس معاملہ میں اختلاف کیا ہو۔

اُن کے ساتھ مشابہت منع ہے، جیسا کہ پیچھے گزرا، کیونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ''**جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے**'' جس سے آپ ﷺ کا مقصود کہ مسلمانوں کو کفار کی موافقت سے دور رکھنا ہے ہر اُس چیز

اختصوا به۔ **وقد كان عليه الصلاة والسلام يكره موافقه أهل الكتاب فى كل أحوالهم حتى قال اليهود إن محمداً يريد أن لا يدع من أمرنا شيئا إلا خالفنا فيه۔**

وقد جمع هؤلاء بين التشبه بهم فيما ذكر والإعانة لهم علىٰ كفرهم فيزدادون به طغياناً إذ أنهم إذا رأوا المسلمين يوافقونهم أو يساعدونهم، أو هما معاً، كان ذٰلك سبباً لغبطتهم بدينهم ويظنون أنهم على حق وكثر هٰذا بينهم۔أعنى المهاداة حتى إن بعض أهل الكتاب ليهادون ببعض ما يفعلونه فى مواسمهم لبعض من له رياسة من المسلمين فيقبلون ذٰلك منهم ويشكرونهم ويكافئونهم۔ وأكثر أهل الكتاب يغتبطون بدينهم ويسرون عند قبول المسلم ذٰلك منهم، لأنهم أهل صور وزخارف فيظنون أن أرباب الرياسة فى الدنيا من المسلمين هم أهل العلم والفضل والمشار إليهم فى

میں جو کفار کا خاصہ ہے۔ **خود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ کفار کی موافقت سے جملہ امور میں کراہت فرماتے، یہاں تک کہ یہود یہ کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) کوئی ایک بھی معاملہ ہماری مخالفت کیے بغیر رہنے نہیں دینا چاہتے۔**

پیچھے جو حال بیان ہوا، تو یہ (مسلمان) ہر دو برائی کو جمع کرتے ہیں: کفار کی مشابہت اور اُنکے کفر پر اُنکی اعانت؛ جس سے وہ اپنی سرکشی میں اور بھی بڑھتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ مسلمان اُن کی موافقت یا اُن کی مدد کرنے میں لگے ہیں، یا یہ دونوں کام کرنے میں لگے ہیں، تو وہ اپنے باطن میں خوب اتراتے ہیں اور اپنے آپ کو حق پر جاننے لگتے ہیں۔ اب یہ چیز مسلمانوں اور کفار کے مابین بہت بڑھ گئی ہے۔ میرا مقصد ہے ان کے مابین تحفہ تحائف۔ یہاں تک نوبت آ چکی کہ اہل کتاب کے بعض لوگ اپنے تہواروں پر تیار ہونے والی اشیاء میں سے کچھ سوغات مسلمانوں کے اہل اقتدار طبقوں کی نذر کرنے آتے ہیں جسے یہ قبول کر لیتے ہیں اور اس پر انکے شکر گزار ہوتے اور پھر اس کے جواب میں انکو تحائف دیتے ہیں۔ اکثر اہل کتاب کا یہ حال ہے کہ ایک مسلمان جب ان سے یہ سب کچھ قبول کرتا ہے تو وہ اپنے دین پر فخر کرتے اور خوشی سے بے حال ہونے لگتے ہیں۔ چونکہ وہ ظاہری صورت اور نقش و نگار پہ جانے والے لوگ ہیں، اس لیے وہ یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ مسلمانوں کے دنیوی اربابِ اقتدار ہی مسلمانوں کا اہل علم و فضل طبقہ اور دین میں مسلمانوں کیسر برآوردہ لوگ ہیں۔ یہی زہر حکمرانوں سے گزر کر

الـديـن وتـعـدى هـٰذا السمُّ لعامة المسلمين فسرى فيهم فعظموا مواسم أهل الكتاب وتكلفوا فيها النفقة) اـھ	عامۃ المسلمین میں سرایت کر گیا ہے، اور اب یہ بھی اہل کتاب کے تہواروں کو کوئی چیز جاننے لگے ہیں اور اس پر خرچہ پانی بھی کرنے لگے ہیں۔ (۳)

دیکھئے: المدخل لابن الحاج المالكى ج ۲ ص ٤٦ – ٤٨

(۳) فقہائے مالکیہ کا یہ بیان ایک طرح سے اسلامیانِ اندلس کا ''نوحہ'' بھی ہے! ابن رشد (الجد) رحمۃ اللہ علیہ جن کا ابن الحاج اوپر کے اقتباس میں بار بار حوالہ دیتے ہیں اور خود ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ دونوں چھٹی صدی ہجری کے مالکی فقیہ ہیں اور سرزمین اندلس کے فرزند۔ اندلس جہاں اسلام اور صلیب کے معرکے پر ایک سے ایک بڑھ کر سنسنی خیز موڑ آیا.. اور بالآخر وہاں سے اسلام کا پودا ہی اکھاڑ پھینکا گیا۔ چنانچہ فقہائے مالکیہ یہاں مسلم عوام کا بھی رونا رو رہے ہیں، مسلم حکمرانوں کا بھی اور اپنی 'اسلامی قیادتوں' کا بھی جن کو ___ بالآخر ___ اِس نام نہاد ''رواداری'' نے بھولی بسری داستان بنا ڈالا۔

داستانِ اندلس کا یہ کم از کم حق ہے کہ ہمارا ہر دور اور ہر خطہ اِس ''آئینے'' میں اپنی صورت دیکھتا رہے!

عقیدہ ''ولاء و براء'' مسلم تاریخ میں جہاں کہیں بھی نظر انداز ہوا مسلمانوں کو اپنی تاریخ کے بدترین دن دیکھنا پڑے۔ خود ہند میں ہماری عزت اور سیادت کے دن اِسی ''رواداری'' کی نذر ہوئے؛ کفار کے ساتھ قربت باہمی اور 'وحدتِ ادیان' ایک جانب برصغیر کی صوفی شاعری (جو کہ ان آخری صدیوں میں عروج پر تھی) کا مرکزی مضمون رہا، اور دوسری جانب اُدبائے زندقہ کا ترجیحی موضوع۔ اور ہر دو کی اصل زد شریعت پر! مغل سلاطین، الحاد کی اِس ہر دو جہت کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اِس کی طرح اکبر اپنے ہاتھ سے ڈال کر گیا جو کہ چند وقفوں کو چھوڑ کر نہ صرف جاری رہی بلکہ عروج بھی پاتی رہی۔ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے عقیدہ ''ولاء و براء'' اور ''اقامتِ شریعت'' کا وہ آخری منارہ ہے جسے ہند کے شرق و غرب کو روشن کرنا نصیب ہوا؛ اور اس کے بعد گھپ اندھیرا ہوتا چلا گیا۔ تا آنکہ جب مسلم اقتدار کا چراغ ہی گل کر دیا گیا......تو یہاں مسلمانوں میں دو رجحان تقویت پانے لگے: ایک وہ جو انگریز کے ہاں عزت تلاش کر رہا تھا (أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ ؟) اور انہی کے اصولوں میں ہدایت۔ دوسرا ہندو کے ہاں عزت و شان کا متلاشی ہوا۔ البتہ اب جا کر اِن پر کھلا کہ یہ عزت و شان انگریز اور ہندو ہر دو کے ہاں تلاش کرنے میں کیا عیب ہے! بلکہ اپنے دین کو چھوڑ کر کہیں بھی ڈھونڈنے میں کیا حرج ہے!

سبحان اللہ۔ چند ہزار نفوس پر مشتمل ایک قوم جو اپنی موحدانہ شان کے بل پر اور اپنے عقیدہ ''ولاء و براء'' کے دم سے پورے ہند کو اپنی مٹھی میں رکھتی ہے.. اپنی اس دولت سے محروم ہوتی ہے تو کروڑوں میں ہو کر ہندو سے جوتے کھاتی اور 'محفوظ خطوں' میں پناہ ڈھونڈتی ہے؛ اور ذلت ہے کہ مسلسل اس کا پیچھا کرتی ہے!

۳- ساداتِ شافعیہ کا مذہب:

امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب ''المنهاج'' کی شرح کرتے ہوئے، فصل ''تعزیر'' کے اختتام پر ایک تتمہ باندھتے ہیں:

(تتمة: يُعَزَّرُ من وافق الكفار فی أعيادهم، ومن يمسك الحية، ومن يدخل النار، ومن قال لذمی: يا حاج، ومن هنَّأه بعيدٍ، ومن سمّیٰ زائر قبور الصالحين حاجاً، والساعی بالنميمة لكثرة إفسادها بين الناس، قال يحيیٰ بن أبی كثير: يفسد النمّام فی ساعةٍ ما لا يفسد الساحر فی سنةٍ) أھ

تتمہ: ایسے شخص کو تعزیر (دُرّے وغیرہ) لگائے جائیں گے جو کفار کے ساتھ اُن کی عیدوں میں موافقت کرے، یا جو (تماشے کے طور پر) سانپ پکڑ کر دکھائے، یا جو آگ میں داخل ہو کر دکھائے، یا جو ذمی کو 'حاجی صاحب' کہہ کر مخاطب کرے، یا جو ذمی کو اُس کی عید پر مبارکباد دے، یا جو صالحین کی قبروں کی زیارت کرنے والے کو حاجی کا لقب دے، یا جو لوگوں میں لگائی بجھائی کرتا پھرے (یعنی نمام)۔ یحییٰ بن ابی کثیر فرماتے ہیں: نمام ایک ساعت میں وہ فساد برپا کر لیتا ہے جو ساحر پورے سال میں نہ کر سکے۔

دیکھئے: النجم الوهاج فی شرح المنهاج للعلامة الدميری ج ۹ ص ۲٤٤۔

واضح رہے، کتاب المنهاج ہی کی ایک دوسری شرح مغنی المحتاج إلیٰ معرفة معانی ألفاظ المنهاج میں (ج ٤ ص ۱۹۱ پر) علامہ الخطیب الشربینی بھی یہی بات کہتے ہیں)

شافعی فقیہ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ ''باب الرِّدَّة'' میں لکھتے ہیں:

ثم رأيت بعض أئمتنا المتأخرين ذكر ما يوافق ما ذكرته فقال: ومن أقبح البدع موافقة المسلمين النصاریٰ فی أعيادهم بالتشبه بأكلهم

پھر میں نے دیکھا ہمارے بعض متاخرین ائمہ نے بھی وہ چیز ذکر کی جو میری ذکر کردہ بات کے موافق ہے۔ چنانچہ اِن ائمہ نے ذکر کیا ہے: قبیح ترین بدعات میں یہ چیزیں آتی ہیں: مسلمانوں کا نصاریٰ کی عیدوں میں اُن کی موافقت کرنا جس کی صورت یہ ہے کہ کھانوں میں اُن کی

والهدية لهم وقبول هديتهم فيه وأكثر الناس اعتناء بذلك المصريون وقد قال ﷺ: "**من تشبه بقوم فهو منهم**"۔ بل قال ابن الحاج لا يحل لمسلم أن يبيع نصرانياً شيئاً من مصلحة عيده لا لحماً ولا أدماً ولا ثوباً ولا يعارون شيئا ولو دابة إذ هو معاونة لهم علىٰ كفرهم وعلىٰ ولاة الأمر منع المسلمين من ذلك۔ ومنها اهتمامهم فى النيروز بأكل الهريسة واستعمال البخور فى خميس العيدين سبع مرات زاعمين أنه يدفع الكسل والمرض وصبغ البيض أصفر وأحمر وبيعه والأدوية فى السبت الذى يسمونه سبت النور وهو فى الحقيقة سبت الظلام۔ ويشترون فيه الشبث ويقولون إنه للبركة ويجمعون ورق الشجر ويلقونها ليلة السبت بماءٍ يغتسلون به فيه لزوال السحر ويكتحلون فيه لزيادة نور أعينهم ويدهنون فيه بالكبريت والزيت ويجلسون عرايا فى الشمس

مشابہت ہو، ان کو تحفے دیے جائیں اور ان کے تحفے قبول کئے جائیں۔ اس کا سب سے زیادہ اہتمام مصریوں کے ہاں ہونے لگا ہے، جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''**جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہوا**''۔ ابن الحاج نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ ایک نصرانی کو اُس کی عید کی ضروریات تک بیچے، نہ گوشت، نہ سالن اور نہ کپڑا۔ نہ ان کو کوئی چیز عاریہ کی جائے گی خواہ وہ سواری کا جانور ہی کیوں نہ ہو؛ کیونکہ یہ اُن کو اُن کے کفر پر معاونت کرنا ہے۔ مسلم حکمرانوں پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس چیز سے منع کریں۔ اسی میں مسلمانوں کا نوروز کو ہریسہ ایسے پکوان کا اہتمام کرنا آتا ہے۔ نیز ان کے تہوار ''خمیس العیدین'' پر سات سات اگر بتیاں لگانا، یہ تصور کرتے ہوئے کہ یہ فعل ان سے سستی اور بیماری کو دفع کرنے کا باعث ہے۔ اسی طرح اُس روز انڈے کو زرد یا سرخ رنگ میں رنگ کر فروخت کرنا۔ اور ان کے سبت پر پنسار لگانا، جس کو وہ ہفتۂ روشنی بولتے ہیں اور جو کہ درحقیقت ہفتۂ ظلمت ہوتا ہے۔ نیز وہ اس تہوار پر اجوائن کے پتے خرید کر لاتے ہیں کہ یہ باعث برکت ہے۔ علاوہ ازیں درختوں کے پتے جمع کر کے رکھتے ہیں پھر سبت کی شب وہ اس کو پانی میں ڈال کر اس سے غسل کرتے ہیں کہ یہ جادو کا اثر زائل کرتا ہے۔ اس روز سرمہ ڈالتے ہیں کہ اس سے آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے، اور گندھک اور تیل کی مالش کرتے ہیں اور غسل آفتاب لیتے

لـدفـع الـجـرب والـحـكة ويـطبـخـون طعـام اللبـن ويـأكلونه فى الحمام إلىٰ غير ذلك مـن البـدع التـى اختـرعـوها ويجب منعهم من التظاهر بأعيادهم۔ أ ھ

ہیں کہ اس سے جلد کی بیماری اور خارش چلی جاتی ہے۔ اس روز کڑھی پکاتے ہیں اور اس کو غسل خانے میں لے جا کر کھاتے ہیں۔ غرض اسی طرح کی دیگر بدعات جو ان لوگوں نے گھڑ لی ہیں۔ واجب یہ ہے کہ کفار کو بھی اس بات سے روکا جائے کہ ہمارے ہاں وہ اپنے یہ تہوار سر عام منائیں۔

دیکھئے: الفتاویٰ الفقهية الكبرىٰ للعلامة ابن حجر الهيتمى ج ٤ ص ٢٣٨ – ٢٣٩

۴- ساداتِ حنابلہ کا مذہب:

(و) يـكـره (التعـرض لـمـا يـوجـب المودة بينهما) لعموم قـولـه تـعالىٰ "**لَا تَـجِـدُ قَوْماً يُؤْمِـنُـونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُـوَادُّونَ مَـنْ حَـادَّ الـلَّـهَ وَرَسُولَهُ**" (الممتحنة: ٢٢)

اور اس بات کی کراہت ہے کہ کوئی بھی ایسا کام اختیار کیا جائے جو مسلمان اور کافر کے مابین مودت کا موجب ہو۔ اس آیت کے عموم کی رُو سے: "**اے ایمان والو! مت بناؤ دوست میرے دشمن کو اور خود اپنے دشمن کو، کہ پیش کش کرو تم ان کو مودت وقرب خواہی کی**"۔

(وإن شمَّتَه كافرٌ أجابه)؛ لأن طلب الهداية جـائزٌ للخبر السابق۔

کافر اگر مسلمان کو چھینک لینے پر یرحمک اللہ کہے تو اس کا جواب دینا جائز ہے، کیونکہ اس کے لیے ہدایت مانگنا جائز ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزر چکا۔

(ويـحـرم تهـنـئتهـم وتعزيتهم وعيـادتهـم)؛ لأنـه تعظيمٌ لهم أشبه السلام۔

اور حرام ہے ان کو مبارکباد دینا اور ان سے تعزیت کرنا اور ان کی عیادت کرنا؛ کیونکہ یہ ان کی ایسی تعظیم بنتی ہے جو سلام سے متشابہ ہے۔

(وعـنـه تـجـوز العيادة) أى: عيـادة الـذمـى (إن رجـى إسـلامـه فيـعـرضـه عـليـه واختاره الشيخ وغيره) لما

امام احمد سے ایک روایت ہے کہ ذمی کی عیادت کر لینا جائز ہے اگر اسلام لے آنے کی امید ہو تو وہ اسلام کو اُس پر پیش کرے جس کو شیخ اور دیگر اصحابِ مذہب نے اختیار کیا

روىٰ أنس "**أن النبی ﷺ عاد یهودیاً، و عرض علیه الإسلام فأسلم فخرج وهو یقول: الحمد لله الذی أنقذه بی من النار**" رواه البخاری ولأنه من مکارم الأخلاق۔

(وقال) الشیخ (ویحرم شهود عید الیهود والنصاری) وغیرهم من الکفار (وبیعه لهم فیه)۔ وفی المنتهیٰ: لا بیعنا لهم فیه (ومهاداتهم لعیدهم) لما فی ذلك من تعظیمهم فیشبه بداءتهم بالسلام۔

(ویحرم بیعهم) وإجارتهم (ما یعملونه کنیسة أو تمثالاً) أی: صنماً (ونحوه) کالذی یعملونه صلیباً؛ لأنه إعانةٌ لهم علیٰ کفرهم۔ وقال تعالیٰ: "**وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ**" (و) یحرم (کل ما فیه تخصیصٌ کعیدهم وتمییزٌ لهم وهو من التشبه بهم، والتشبه بهم منهیٌّ عنه إجماعاً) للخبر (وتجب عقوبة فاعله) أ ھ

ہے؛ کیونکہ انسؓ سے روایت ہے کہ **نبی ﷺ نے ایک یہودی کی عیادت فرمائی اوراس پر اسلام کو پیش کیا اور وہ مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے وہاں سے نکلے کہ "حمد اللہ کی جس نے اُس کو میرے ذریعے آگ سے بچا لیا"** (بروایت بخاری) نیز اس لیے بھی کہ یہ مکارم اخلاق میں آتا ہے۔

فرمایا: یہود، نصاریٰ اور دیگر کفار کی عید کے مقام پر حاضر ہونا حرام ہے۔ اوراس موقع پر اُن کو چیزیں بیچنا۔ کتاب المنتہیٰ میں ہے: ان کی عید پر پر نہ ان کو ہم بیع کریں کریں گے اور نہ ان کے ساتھ تحفہ تحائف کریں گے، کیونکہ اس میں ان کی تعظیم ہے تو یہ اُن کو سلام میں پہل کرنے سے مشابہ ہے۔

اور حرام ہے ان کو فروخت کرنا یا کرائے پر دینا جس قطعہ زمین کو یہ گرجا یا بت خانہ بنائیں گے۔ یعنی جس میں یہ کوئی بت یا صلیب وغیرہ نصب کریں گے۔ یہ اس لیے بھی حرام ہے کہ یہ اعانت ہے ان کی کفر کرنے میں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**اور مت تعاون کرو گناہ میں اور زیادتی کے کام میں**"۔ نیز حرام ہے ہر وہ چیز جو اُن (کفار) کے ساتھ خاص ہے، مثلاً ان کی عید۔ نیز وہ چیز جس کے ذریعے سے وہ ممیّز ہوتے ہیں جس میں ان کی مشابہت اختیار کرنا آتا ہے؛ جبکہ ان کے ساتھ مشابہت کے منع ہونے پر اجماع پایا جاتا ہے، بنا بر حدیث۔ اور واجب ہے کہ ایسا کام کرنے والے شخص کو سزا دی جائے۔

دیکھئے: کشف القناع عن متن الإقناع للعلامة البهوتی ج ۳ ص ۱۳۱

فضیلت مآب علی محفوظ الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مصیبت جس میں مسلمان گرفتار ہو چکے ہیں اور وہ عوام وخواص میں سرایت کر گئی ہے، یہ ہے کہ اہل کتاب یہود ونصاری کے بہت سے تہواروں میں آنا جانا شروع ہو گیا ہے۔ اسی طرح ان کی بہت سی روایات کو مستحسن جانا جا رہا ہے۔ جبکہ ہمارے نبی ﷺ ہر معاملے میں اہل کتاب کی موافقت سے دور رہتے، یہاں تک کہ یہودی یہ کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) کوئی معاملہ ہماری مخالفت کیے بغیر رہنے نہیں دینا چاہتے۔ ادھر اپنا حال دیکھ لیجئے یہاں کفار کے تہواروں اور ان کے خاص مواقع پر کیا کچھ ہوتا ہے۔ اُن کے تہواروں پر مسلمان اپنے صنعت وحرفت کے معمولات موقوف کر لیتے ہیں، تعلیمی سرگرمیاں معطل کر لیتے ہیں، اور ان تہواروں کو ایسے ایام کے طور پر لیا جاتا ہے کہ ان میں خوب شغل میلہ اور راحت وآسودگی ہو اور ان کو اچھے اچھے رنگ برنگے پہناووں کا موقع بنا دیا جائے۔ مسلمانوں کے گھروں میں یہود ونصاریٰ ہی کی طرح انڈے رنگے جا رہے ہوتے ہیں۔ یہ اور اس طرح کے دیگر واقعات درحقیقت نبی ﷺ کی اس حدیث کا مصداق بن رہے ہیں:

”لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْراً بِشِبْرٍ وَذِرَاعاً بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَتَبِعْتُمُوْهُمْ“ قلنا: یا رسول الله، الیهودو والنصارىٰ؟ قال: ”فَمَنْ غَيْرُهُمْ“ (رواہ البخاری عن أبی سعید الخدری)

”تم ضرور اپنے سے پہلوں کے طور طریقے اپناؤ گے، کوئی ایک بالشت یا ایک ہاتھ برابر فرق نہ رہنے دو گے، یہاں تک کہ اگر وہ سانڈے کے بل میں گھسے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کے پیچھے تک جاؤ گے“ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کی مراد ہے یہود ونصاریٰ؟ آپ نے فرمایا: **تو اور کون“**

ہر وہ شخص جس کو اپنے دین اور اپنی آبرو کی سلامتی مطلوب ہے اس کو چاہیے کہ جس وقت گلی محلوں میں ایسے تہوار کی نحوست زوروں پر ہو، اپنے گھر کی چار دیواری میں رہے اور اپنے بال بچوں اور ہر ایسے شخص کو جو اس کے زیر اختیار ہے باہر جانے سے روکے تا کہ وہ نہ تو یہود و نصاریٰ کے تہواروں میں شرکت کا گناہ لے اور نہ اُن کے ساتھ شریک فاسقوں کی رونق میں اضافہ کا باعث ہو؛ بلکہ وہ اس سے اجتناب کر کے اللہ کے فضل و احسان کا حقدار بنے۔

(اختصار از کتاب الإبداع فی مضار الابتداع ص۲۷۴-۲۷۶)

اِس مسئلہ کی یہ علمی حیثیت جب ہم دیکھ چکے تو پھر کچھ عجب نہیں کہ محقق بے مثال ابن قیم الجوزیہؒ اپنی کتاب أحكامُ أهلِ الذِّمَّة میں اہل کتاب کی عیدوں پر اُن کو مبارکباد دینے کی حرمت پر فقہاء کا اتفاق نقل کریں اور پھر اِن شدید الفاظ میں اس فعل کی شناعت بیان کریں:

وأما التهنئة بشعائر الكفر المختصة به فحرام بالاتفاق، مثل أن يهنئهم بأعيادهم وصومهم فيقول: عيد مبارك عليك أو تهنأ بهٰذا العيد ونحوه، فهٰذا إن سَلِمَ قائلُه من الكفر فهو من المحرمات وهو بمنزلة أن يهنئه بسجوده للصليب بل ذلك أعظم إثماً عند الله وأشد مقتاً من التهنئة بشرب الخمر وقتل النفس وارتكاب الفرج الحرام ونحوه

ایسے شعائر پر جو کفر کے ساتھ خاص ہوں مبارکباد پیش کرنا بالاتفاق حرام ہے مثلاً کفار کو اُن کی عیدوں یا اُن کے روزوں پر تہنیت پیش کرنا۔ مثال کے طور پر ان کو کہنا کہ تمہیں یہ تہوار مبارک ہو وغیرہ۔ ایسا شخص اگر کفر کے ارتکاب سے بچ بھی گیا ہو تو محرمات کا مرتکب تو بہر حال ہے۔ **یہ ایسا ہی ہے کہ یہ اُسے صلیب کو سجدہ کر آنے پر مبارکباد دے! یہ چیز اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے کہ آدمی کسی شخص کو شراب پینے پر یا ناحق قتل پر یا حرام شرمگاہ کے ساتھ بدکاری کرنے پر مبارکباد پیش کرے۔** یا اسی طرح کے کسی کام پر تہنیتی الفاظ

وكثير ممن لا قدر للدين عنده يقع في ذٰلك ولا يدري قُبْحَ ما فعل، فمن هنأ عبداً بمعصيةٍ أو بدعةٍ أو كفرٍ فقد تعرض لمقت الله وسخطه۔

وقد كان أهل الورع من أهل العلم يتجنبون تهنئة الظلمة بالولايات وتهنئة الجهال بمنصب القضاء والتدريس والإفتاء تجنباً لمقت الله وسقوطهم من عينه وإن بلى الرجل بذٰلك فتعاطاه دفعاً لشرٍ يتوقعه منهم فمشى إليهم ولم يقل إلا خير ودعا لهم بالتوفيق والتسديد فلا بأس بذٰلك وبالله التوفيق۔ اھ

بولے۔ بہت سے لوگ جو دین کی شان سے ناشناس ہیں اس حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ جانتے تک نہیں کہ وہ کیسا گھناؤنا فعل کر بیٹھے ہیں۔ لہٰذا وہ شخص جو کسی کو مبارکباد دے خدا کی نافرمانی پر، یا بدعت پر، یا کفر پر، تو دراصل وہ خدا کے غضب اور قہر کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔

ادھر خدا خوفی رکھنے والے اہل علم کا یہ حال رہا ہے کہ کسی ظالم شخص کو کوئی اعلیٰ عہدہ ملتا یا کسی جاہل شخص کو قضاء یا تدریس یا اِفتاء ایسا کوئی منصب تفویض ہوتا تو یہ اُس کو مبارکباد دینے سے بچتے اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے اور اس لیے کہ وہ اللہ کی نگاہ سے گرے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسی صورت میں پھنس ہی جائے اور اس کو اپنے سر سے مصیبت ٹالنے کے لیے دو لفظ بولنا ہی پڑیں تو بھی اُس (عہدہ دار) کے پاس جا کر خیر ہی کی کوئی بات کہے اور اس کے لیے توفیق اور سیدھا رہنے کی دعا کر دے۔ اور توفیق دینے والا اللہ ہے

دیکھئے: احکام اهل الذمة مؤلفه امام ابن القيم۔ ج ۱ ص ٤٤١ – ٤٤٢

اسی کے ساتھ یہ بات شامل کر لی جائے جو پیچھے امام ابن القاسمؒ (امام مالکؒ کے شاگرد) کے کلام میں گزری ہے کہ وہ کوئی ایسا فقیہ نہیں جانتے جس نے اِس مسئلہ میں اختلاف کیا ہو۔ خود میں نے اپنی اِس تحقیق کے دوران فقہی مراجع کے اندر کسی ایسے فقیہ یا عالم کی بات نہیں دیکھی جو اِس مسئلہ میں تساہل کا قائل ہو۔ ہاں معاملہ اس کے برعکس ضرور پایا ہے؛ جیسا کہ ان میں سے بہت سے فقہاء اس مسئلہ کو تعزیر اور ارتداد ایسے ابواب میں زیر بحث لے کر آئے ہیں!

فقہاء کے کلام کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ: کفار کے تہواروں پر انکو تہنیت پیش کرنے میں:

- اگر اس تہوار کی تعظیم بھی شامل ہو تو خدشہ ہے کہ ایسا شخص کفر کا ارتکاب کر بیٹھا ہے، العیاذ باللہ۔
- ہاں اگر اس میں تعظیم شامل نہ ہو، تو یہ (کفر نہیں بنتا البتہ) محرمات میں آتا ہے جس پر اس پر تعزیر لگانا بنتا ہے؛ کیونکہ ایسے شخص نے اہل کتاب کی عیدوں میں شمولیت کر لی ہے، نیز اس لیے بھی کہ یہ اہل کتاب کے شعائر کی تعظیم کا ایک ذریعہ بنتا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ ان کے دین کو ایک طرح کی سند دینے کا معنیٰ رکھتا ہے۔

رابعاً: اُن کو مبارکباد کس بات پر، اور پھر اُن کو دعوت کس چیز کی!

ذرا یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ہم اُن کو مبارکباد کس چیز پر دیتے ہیں؟ اور کیا ہمیں اُس چیز کی حقیقت کا علم بھی ہے جس پر ہم اُنہیں مبارکباد دینے چل پڑتے ہیں؟ واضح سی بات ہے وہ اپنے اِس تہوار پر عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اور عیسی علیہ السلام وہ ہستی ہیں جن کو وہ رب مانتے ہیں! اور رب کا بیٹا! اور ثالث ثلاثہ! قارئین کرام یہ تو آپ کے بنیادی عقیدہ ہی کے ساتھ سیدھا سیدھا تصادم نہیں ہے؟ آپ کا وہ بنیادی ترین عقیدہ جس کو منوانے کے لیے اللہ نے سب کے سب انبیاء اور سب کے سب رسول بھیجے ہیں بشمول عیسی علیہ السلام کے!

کیا اس پر ہم ان کو مبارکباد کے کارڈ بھیجیں گے...... یا جہنم کی وعید سنائیں گے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَداً لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئاً إِدّاً تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدّاً أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَداً وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَداً إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا

آتِی الرَّحْمَنِ عَبْداً لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدّاً وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْداً (مریم: ۸۸-۹۵)

اور وہ بولے: خدا بیٹا رکھتا ہے۔ یقیناً تم نے ایک نہایت گھناؤنی بات بول ڈالی۔ قریب ہے کہ آسمان اِس سے پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اس لیے کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے بیٹا تجویز کر ڈالا۔ اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد رکھے۔ ہر ذی نفس جو آسمانوں میں ہے یا زمین میں، اُس کے حضور بندہ ہو کر حاضر ہونے والا ہے۔ یقیناً اُس نے اِن کا احاطہ کر لیا ہے اور ان کے ایک ایک کی گنتی کر لی ہے۔ اور روزِ قیامت یہ سب اُس کے حضور اکیلے اکیلے حاضر ہونے والے ہیں۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: كَذَّبَنِی ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَه ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِی وَلَمْ يَكُنْ لَه ذٰلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّایَ فَزَعْمُه أَنِّیْ لا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيْدَه كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُه إِيَّایَ فَقَوْلُه لِیْ وَلَدٌ، فَسُبْحَانِیْ أَنَ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَداً (رواه البخاری)

روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم نے میری تکذیب کی اور یہ اس کو سزاوار نہ تھا۔ ابن آدم نے مجھے دشنام بکی اور یہ اس کو سزاوار نہ تھا۔ جہاں تک اس کا میری تکذیب کرنا ہے تو وہ اس کا یہ اعتقاد کہ میں اس کو پہلی حالت میں از سرِ نو تخلیق کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ رہ گیا اس کا مجھ کو دشنام بکنا تو وہ اس کا یہ کہنا کہ میری اولاد ہے، حالانکہ میں پاک ہوں اس سے کہ کوئی جورو یا اولاد رکھوں“

نوٹ: مضمون میں دیے گئے حواشی ہمارے دیے ہوئے ہیں۔ مضمون کا انٹرنٹ لنک:

http://www.saaid.net/mktarat/aayadalkoffar/45.htm